سوال

(789) تعاقب اور جوابِ تعاقب

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہفت روزہ الاعتصام (ص:۷، مطابق ۲۸ ہجری ،جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ - ۳۱ تا ۶ نومبر ۱۹۹۷ء کے شمارہ میں آپ کا فتویٰ نظر سے گزرا جو دل میں کھٹکتا ہے۔ لہٰذا اصلاح نامہ پیش خدمت کر رہا ہوں اگر درست ہو تو تائید فرما کر الاعتصام میں شائع فرمادیں اور اگر میری بات محل نظر ہو اور آپ کا نظریہ مختلف ہو مع دلائل دوبارہ الاعتصام میں وضاحت فرمادیں۔ تہجد رہ جائے تو اس کی قضاء کے بارے میں صحیح مسلم کی روایت نقل فرما کر آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بوجہ تکلیف اور نیند کے تہجد نہ پڑھ سکنے کا طرزِ عمل لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو بارہ رکعات ادا فرماتے تھے۔ پھر آگے آپ تحریر کرتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علیحدہ بصورتِ وتر قضاء کی ضرورت نہیں۔ (انتہیٰ)

راقم کو آپ کی اس بات سے اتفاق نہیں بلکہ مؤدبانہ درخواست ہے کہ تہجد والا آدمی جب بیدار ہو یا اسے یاد آئے یا اس کی تکلیف رفع ہو جائے تو پہلے وہ اسی وقت وتر کی قضاء دے لے اور جو اس کا نمازِ فجر سے قبل کا وظیفہ نوافل یا تلاوت وغیرہ اذکار ہوں، ان کی جگہ پر بارہ رکعات ادا کرے تو اس کا اجر و ثواب مطابق حدیث وہی ملے۔ میرے اس موقف کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

’مَن نَامَ عَن وِترِهِ اَو نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّهِ إِذَا ذَكَرَهُ‘ (سنن اَبِي داود، بَابٌ فِي الدُّعَاءِ بَعدَ الوِترِ، رقم: ۱۴۳۱)

’’جو اپنے وِتر سے سو گیا یا بھول گیا وہ جب بیدار ہوا یا جب یاد آئے اسی وقت پڑھ لے۔‘‘

(انتہیٰ) (علامہ شوکانی رحمہ اللہ اس کو صحیح قرار دیتے ہیں۔)

اور نیز امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’اَلحَدِيثُ يَدُلُّ عَلَى مَشرُوعِيَّةِ قَضَاءِ الوِترِ إِذَا فَاتَ‘ نیل الأوطار: ۲/ ۵۵-۵۴

’’جب وِتر رہ جائیں تو یہ حدیث ان کی قضاء دینے پر دلالت کرتی ہے۔‘‘

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وتروں کی قضاء علیحدہ حکم رکھتی ہے۔ علاوہ ازیں اوراد و وظائف رہ جائیں تو ان کی جگہ بارہ رکعات کفایت کرتی ہیں۔ وتروں کی قضاء کے بارے میں پیارے پیغمبر حضرت محمد رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ قضاء کا حکم دیا ہے اگرچہ یہ بھی عام نوافل یا وظائف کی حیثیت رکھتے ہوتے تو ان کا علیحدہ حکم ضروری نہ تھا۔ وا علم۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

محترم مولانا حافظ محمد عباس صاحب آنجناب کا ملفوف ملا۔ بندہ کو کلمۂ خیر سے یاد کرنے کا شکریہ۔ اپنی نیک دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں۔ (جزاکم اللہ خیراً)

علمائے سلف وخلف کے ہاں یہ بات معروف ہے کہ قضاء وِتر کا مسئلہ سخت اختلافی مسائل میں سے ایک ہے۔ جانبین کے دلائل مطولات میں مرقوم ہیں۔ جن کا اس مختصر میں احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ سرِدست مسئلہ ہذا میں جو موقف آپ نے اختیار کیا ہے۔ اس سے کلی اتفاق کرنا مشکل ہے۔ رات کی نماز فوت ہونے کی صورت میں صبح کے وقت بارہ رکعت پڑھنے کے بارے میں جو توجیہ آپ نے پیش کی ہے۔ یہ محل نظر ہے۔ کیونکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعت یا تیرہ رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے تھے۔ وِتر بھی اس میں شامل ہوتے تھے۔ بایں صورت وتروں کو اس سے مستثنیٰ قرار دینا بلا دلیل ہے اور جہاں تک حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت کا تعلق ہے، سو بفرضِ صحت اہلِ علم نے اس کی مختلف توجیہات بیان کی ہیں۔

حضرت وکیع راویٔ حدیث کے فہم کے مطابق اس روایت کا تعلق اسی متعلقہ رات سے ہے جس میں یہ عوارض لاحق ہوئے۔ یعنی آدمی کو چاہیے کہ وِتر کا وقت ختم ہونے سے قبل ہی وتروں سے فارغ ہوجائے۔ اس تشریح سے امام شوکانی رحمہ اللہ کے استدلال کی بھی کمزوری ظاہر ہوتی ہے اور دوسری روایت سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے:

'مَن اَدرَکَ الصُّبحَ وَلَم یُوتِر، فَلَاوِترَلَہٗ' (اخرجہ الحاکم (۱/۳۰۲) وعنہ البیھقی وقال صحیح علی شرط مسلم ووافقہ الذھبی) (المستدرک علی الصحیحین للحاکم ،کِتَابُ الوِترِ، رقم:۱۱۲۵، السنن الکبریٰ للبیھقی، بَابُ وَقتِ الوِترِ، رقم:۴۱۹۲)

اگرچہ امام بیہقی نے روایت ہذا کو معلول قرار دینے کی سعی کی ہے۔ لیکن علامہ البانی رحمہ اللہ نے ان سے موافقت نہیں کی۔ فرماتے ہیں:

'وَلَاوَجہَ لِھٰذَا الاِعلَالِ بَعدَ صِحَّۃِ الاِسنَادِ وَھُوَ بِمَعنَی الحَدِیثِ الاَوَّلِ بَل ھُوَ اَصرَحُ مِنہُ، وَاَقرَبُ اِلَی التَّوفِیقِ بَینَہٗ، وَبَینَ حَدِیثِ ابنِ مُطَرِّفٍ: لِاَنَّہٗ صَرِیحٌ اَدرَکَ الصُّبحَ، وَلَم یُوتِرُ، فَھٰذَا لَاوِترَلَہٗ، وَاَمَّا الَّذِی نَسِیَ اَونَامَ حَتّٰی الصُّبحِ فَاِنَّہٗ یُصَلِّی (کَمَا تَقَدَّمَ)' (إرواء الغلیل: ۲/۱۵۴)

اور (ص: ۱۵۳) پر فرماتے ہیں:

'قُلتُ وَلَاتَعَارُضَ بَینَہٗ، وَبَینَ الحَدِیثِ الَّذِی قَبلَہٗ خِلَافًا لِمَا اَشَارَاِلَیہِ مُحَمَّدُ ابنُ یَحیٰی ذَالِکَ، لِاَنَّہٗ خَاصٌّ بِمَن نَامَ، اَونَسِیَ فَھٰذَا یُصَلِّی بَعدَ الفَجرِ اَی وَقتٍ یَذکُرُہٗ الذَّاکِرُ، فَیَنتَھِی وَقتُ وِترِہٖ بِطُلُوعِ الفَجرِ۔ وَھٰذَا بَیِّنٌ ظَاھِرٌ۔'

علامہ البانی کی تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جان بوجھ کر وِتر چھوڑ دے اس کے لیے قضاء نہیں اور جو بھول جائے یا صبح تک سویا رہے، وہ وِتر پڑھے اور صاحب ''المرعاۃ'' تطبیقی صورت میں صرف جوازِ قضاء کے قائل ہیں، ضروری کے نہیں۔ جس طرح کہ عطاء اور اوزاعی وغیرہ کا مسلک ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'وَاختَلَفَ السَّلَفُ فِی مَشرُوعِیَّۃِ قَضَائِہٖ فَنَفَاہُ الاَکثَرُ۔ وَفِی مُسلِمٍ، وَغَیرِہٖ عَن عَائِشَۃَ اَنَّہٗ ﷺ کَانَ اِذَانَامَ مِنَ اللَّیلِ مِن وَجَعٍ، اَوغَیرِہٖ، فَلَم یَقُم مِنَ اللَّیلِ صَلّٰی مِنَ النَّھَارِ ثِنتَی عَشرَۃَ رَکعَۃً، وَقَالَ مُحَمَّدُ بنُ نَصرٍ: لَم نَجِد عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِی شَیئٍ مِنَ الاَخبَارِ اَنَّہٗ قَضَی الوِترَ، وَلَا اَمَرَ بِقَضَائِہٖ، وَمَن زَعَمَ اَنَّہٗ ﷺ فِی لَیلَۃِ نَومِھِم عَنِ الصُّبحِ فِی الوَادِی قَضَی الوِترَ فَلَم یُصِبہُ' (فتح الباري: ۲/۴۸۰)

یعنی سلف کا وتروں کی قضائی کی مشروعیت میں اختلاف ہے۔ اکثر اہلِ علم کے نزدیک قضائی نہیں۔ صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیماری وغیرہ کی وجہ سے رات کو سوئے رہتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کو بارہ رکعت پڑھ لیا کرتے اور امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ کسی حدیث میں ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ نے وِتر کی قضائی دی ہو اور نہ وِتر کی قضائی کا حکم ہی دیا ہے اور جو یہ سمجھتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رفقاء سمیت جس

رات وادی میں سوئے رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وِتر کی قضائی دی ہے، وہ غلطی پر ہے۔ ‘‘

پھر وِتر کی قضائی کو ضروری قرار دینا عقل و نقل کے بھی منافی ہے۔ کیونکہ راجح مسلک کے مطابق وِتر واجب نہیں۔ صرف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وجوب کے قائل ہیں۔ لیکن ان کے شاگردوں نے ان کی موافقت نہیں کی۔ غور فرمائیے! جو شیٔ بذاتِ خود واجب نہیں، اس کی قضائی کیسے واجب ہو سکتی ہے۔ اس میں زیادہ سے زیادہ جواز کا قول ممکن ہے۔ جس طرح کہ صاحب ’’المرعاۃ‘‘ نے احتیاطی پہلو اختیار کیا ہے۔

مسئلہ قضاء وِتر پر مزید تحقیق کے لیے ملاحظہ ہو! فتاویٰ اہلحدیث: ۳۰۸/۲تا۳۱۷۔ لشیخنا محدث روپڑی۔ رحمہ ا تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ: صفحہ: 661

محدث فتویٰ